

A portrait of Mirza Asadullah Khan Ghalib, a prominent Urdu poet and scholar. He is depicted from the chest up, wearing a dark, textured turban with a small orange square on top. He has a full, white beard and mustache. He is wearing a white kurta under a greyish-brown shawl with a decorative orange border. The background is a plain, light brown color.

# جہان نومیں غالب شناسی

انجیم نعیم

**مرزا** اسد اللہ خاں غالب زندگی بھر شاکی رہے کہ ان کی شاعری کو وہ قبولیت حاصل نہیں ہوئی جس کی وہ حقدار تھے۔ ممکن ہے درباری سیاست یا شاعری کے ایک مخصوص چلن کی وجہ سے ان کی میرائے بنی ہو لیکن معاصر اساتذہ فن خوب جانتے تھے کہ یہ وہ گوہر آبدار ہے جس کی قدر و قیمت کو زمان و مکان کی قیود سے کوئی واسطہ نہیں اور ہر آنے والا ان جہان معنی کی ایک نئی دنیا فراہم کرے

برجکی غالب کے عہد کے آگرہ اور دہلی کی وہ نایاب تصویریں ہیں جس سے اس ویب سائٹ کو مزین کیا گیا ہے۔ برجر کلکشن جو تقریباً دنیا بھر کی نہایت خوبصورت یا ڈاگرا ایک لاکھ تصویروں پر مشتمل ہے، سے اخذ کی گئی آگرہ اور دہلی کی یہ تصویریں اس قدر خوبصورت ہیں کہ بس دیکھتے ہی ہنسی ہیں۔ اس ویب سائٹ کے مختلف عنوانات کو مزین کرنے کے لئے نہایت سلیقے سے یہ تصویریں استعمال کی گئی ہیں۔ اب تک اس ویب سائٹ میں شامل ۲۳۳۳ غزلوں کو مختلف تصویروں سے سجایا گیا ہے۔ غزلوں سے پہلے ایک گوشہ ”کچھ غزلوں کے بارے میں“ ہے جس میں ہمایوں کے مقبرے کے گنبد اور جالیوں کی تصویریں لگائی گئیں ہیں پھر آگرہ کے اعتماد الدولہ مقبرہ، فتح پور سیکری، آگرہ قلعہ، سکندرہ اور تاج محل اور دہلی کے لال قلعہ، قطب مینار، مسجد قوت الاسلام، تعلق آباد کے قلعے، ہمایوں کے مقبرے، جنت منتر، عیسیٰ خان کے مقبرے اور سکندر لودھی کے مقبرے کے مختلف حصوں کی تصویروں سے غزلوں والے حصے کو مزین کیا گیا ہے۔ اگر آپ برجر کلکشن کی ان تصویروں کو الگ سے دیکھنا چاہیں تو آپ کو ان تصویروں کے دئے گئے چارٹ میں تصویروں کے نام پر کلک کرنا ہوگا اور پھر آپ کے سامنے ان تصویروں کی ایک خوبصورت دنیا آباد ہو جائے گی۔

غالب پر اس اہم کام کے علاوہ پریچٹ نے مہمان اردو کو بعض نہایت ہی قابل قدر تحفے دئے ہیں۔ ”مجلس الرحمن فاروقی کے ساتھ مل کر انہوں نے محمد حسین آزاد کی کتاب ”آب حیات“ کا بہت ہی خوبصورت ترجمہ کیا ہے جسے دہلی کے آکسفورڈ یونیورسٹی نے شائع کیا ہے۔ علاوہ ازیں مابعد جدیدیت اردو شعرا کے منتخب کلام کا ایک رواں انگریزی ترجمہ کتابی شکل میں کراچی سے شائع ہوا تھا۔ نظموں کے تراجم پریچٹ اور آصف اسلم نے کئے تھے اور وحشی زندانی کی ایک شام کے نام سے اسے ۱۹۹۹ میں آکسفورڈ یونیورسٹی پریس نے آصف اسلم کے گرانقدر تعارف کے ساتھ شائع کیا تھا۔ دیگر اہم کاموں میں انتظار حسین کے مشہور ناول ”بستی“ کا نہایت کامیاب ترجمہ بھی شامل ہے۔ اسے ۱۹۹۵ میں دہلی کے ہارپر کالینس نے محمد عمر مین کے ایک تفصیلی تعارف کے ساتھ شائع کیا ہے۔ لندن میں مقیم مشہور پاکستانی اردو شاعر ساقی فاروقی پریچٹ کے پسندیدہ شاعروں میں ہیں اور وہ ان کی شاعری کی ڈکشن سے کافی متاثر ہیں۔ انہوں نے ان کی ۳۵ نظموں کا انگریزی میں ترجمہ کر کے اسے کتابی شکل میں لندن سے اپنے تفصیلی پیش لفظ اور ”مجلس الرحمن فاروقی کے تعارفی نوٹ کے ساتھ شائع کیا ہے۔ اس مجموعے کے اب تک دو ایڈیشن شائع ہو چکے ہیں۔

یونیورسٹی آف کیلگریو نیا پریس سے اردو شاعری اور اس کے ناقدین پر لکھی ہوئی ان کی کتاب ”نہیں آف اور نیس اور کولمبیا یونیورسٹی پریس سے شائع شدہ داستان امیر حمزہ کے حوالے سے اردو میں عاشقی کی روایت پر نہایت معلوماتی کتاب ”دی رومانس ٹریڈیشن ان اردو ادبی حلقوں میں کافی مقبول ہوئی اور اس کے کئی ایڈیشن اب تک شائع ہو چکے ہیں۔ پریچٹ نے خالق احمد خالق کے ساتھ مل کر ”اردو میٹرز“ کے نام سے ایک پریکنیکل ہینڈ بک ”یونیورسٹی آف وکونسن“ سے ۱۹۸۷ میں شائع کرایا تھا جس کے اب مطبوعہ نسخے بازار میں نہیں ملتے لیکن پوری کتاب آن لائن موجود ہے۔ دہلی کے منوہر پبلیکیشن نے ان کی دو نہایت دلچسپ کتابیں شائع کی ہیں۔ ”مارولس انکاؤنٹرز“ کے نام سے اردو ہندی کے رومانی لوک گیت اور انگریزی زبان میں اردو ادب کے متعلق شائع شدہ مواد کی ”ہیلو گرانی اردو لٹریچر“۔

ان کتابوں کے علاوہ پریچٹ نے اردو ادب کے حوالے سے بڑی تعداد میں ایسے موضوعات پر مضامین سپر قلم کئے ہیں جن پر عام طور پر ہمارے یہاں قلم نہیں اٹھایا جاتا۔ غالب تو ان کا محبوب موضوع ہے ہی اس لئے مختلف پہلوؤں سے انہوں نے غالب پر دسیوں مضامین لکھے ہیں۔

پروفیسر پریچٹ کی غالب شناسی کی یہ قابل قدر کوشش اردو پران کا ایک ایسا احسان ہے جس کو یقیناً مستحسن نظروں سے ہمیشہ دیکھا جائے گا۔ □

گا۔ دہلی کی گلی کا قاسم جان میں مرتب ہونے والا دیوان آج نئی دنیا امریکہ کی درس گاہوں میں تعلیم و تحقیق کا موضوع ہے اور صاحبان فکر و نظر ہیں کہ کلام غالب پر ہزاروں وجاہ سے قربان ہیں۔ کولمبیا یونیورسٹی کے موڈرن انڈک لینگویجی پروفیسر جیمز فرانس ڈبلیو پریچٹ غالب کی ان پرستاروں میں شامل ہیں جنہوں نے اپنی پوری زندگی تفہیم غالب کی کوششوں کے لئے وقف کر دی ہے۔ ویب سائٹ پر ”اے ڈیزرت فل آف روزیز“ کا صفحہ کھولنے اور آپ کے سامنے مطالعہ غالب کی ایک نئی دنیا ہوا جائے گی۔ پروفیسر پریچٹ نے جس عرق ریزی اور بے مثال منصوبہ بندی کا ثبوت دیا ہے اس کی جس قدر تعریف کی جائے کم ہے۔ گذشتہ دنوں وہ دہلی آئی ہوئی تھیں اور تفہیم غالب کے موضوع پر انہوں نے نئی تقریریں کیں۔ غالب کی غزلوں کے ہمبستی مطالعہ کا یہ انداز اردو والوں کے لئے کوئی بہت نیا تو نہیں تھا لیکن دلچسپ ضرور تھا۔ اور اس کی وجہ پریچٹ کا اپنا وہ مخصوص علمی و ادبی پس منظر تھا جس میں ایک خاص قسم کی وسعت ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ ”میں نے تو غالب کی شاعری کے ہر پہلو پر ایک بہت ہی مفصل کنٹری لکھنے کا منصوبہ بنالیا ہے اور یہ پروجیکٹ شاید میری زندگی کے ساتھ ہی تکمیل پذیر ہو سکے گا۔ اس وقت میری ساری توجہ غالب کی شاعری کا انگریزی زبان میں ترجمہ کرنے پر مرکوز ہے۔ اور یہ ترجمہ یقیناً اب تک کے دیگر ترجموں سے کافی مختلف ہوگا۔“ ان کا خیال ہے کہ ”غالب کے قریب جانے کے بعد اس سے الگ ہونا شاید ممکن ہی نہیں ہے۔ غالب کی تدریس سے مجھے یہ اندازہ ہوا ہے کہ یہ شاعر ہر لمحہ آپ کو کچھ نہ کچھ بلندیاں عطا کرتا ہے۔ یہ اس کا بہت بڑا فیضان ہے۔

”اے ڈیزرت فل آف روزیز“ دراصل ایک ایسا مختلف الابعاد پروجیکٹ ہے جس کے ذریعہ پریچٹ نہ صرف غالب کے مرثیہ دیوان میں شامل ان کی شاعری کا انگریزی ترجمہ پیش کر رہی ہیں بلکہ غالب ان کی شاعری اور ان کے دور سے متعلق جس قدر اہم معلومات مہیا کرانی جا سکتی ہیں اسے ویب سائٹ کے ذریعہ پوری دنیا کے سامنے پیش کر دینا چاہتی ہیں۔ ان کے مطابق یہ ساری چیزیں بعد میں دو تین جلدوں میں کتابی شکل میں بھی آئیں گی لیکن فی الوقت ان کی ساری توجہ ویب سائٹ کی جانب ہے۔ انہوں نے ۲۰۰۰ میں اس عنوان سے اپنی دو تین جلدوں میں شائع ہونے والی کتاب کا پہلے خاکہ تیار کیا تھا لیکن ۱۱ ستمبر کے واقعے نے حالات میں اس قدر تیزی سے تبدیلی پیدا کی کہ انہوں نے فوراً اپنے منصوبے میں تبدیلی کر کے اسے جلد سے جلد دنیا کے سامنے پیش کرنے کا ارادہ کیا۔ وہ کہتی ہیں کہ ”میں نے محسوس کیا کہ اب اس کام کو زیادہ وسیع انداز میں سامنے لانے کی ضرورت ہے اور یہ نہ صرف جلد سے جلد کیا جائے بلکہ ویب سائٹ جیسے جدید اور کافی دور تک پہنچ رکھنے والے وسیلے کے ذریعہ کیا جائے۔ غالب صرف ایک شاعر ہی نہیں ہے بلکہ وہ تیزی سے بدلتے ہوئے معاشرے کا ایک شارح بھی تھا اور شاید اسی لئے اس وقت اس کی معنویت کہیں زیادہ محسوس ہونے لگی ہے۔“ وہ کہتی ہیں کہ ”اس پروجیکٹ کو کتابی شکل میں شائع کیا جاتا تو شاید اس کی رسائی صرف چند دانشوروں تک ہی ہوتی جبکہ اب میرا مقصد اسے زیادہ سے زیادہ لوگوں تک پہنچانا ہے۔

غالب کے نام سے معنون پریچٹ کے اس قابل قدر پروجیکٹ کا ایک اہم حصہ جیکبیس ایڈورڈ

مقابلہ صفحہ: غالب کی ایک قدیم اور مشہور تصویر۔ دائیں: کولمبیا یونیورسٹی کے موڈرن انڈک لینگویجی کی پروفیسر فرانس ڈبلیو پریچٹ، گذشتہ دنوں انڈیا انٹرنیشنل سینٹر میں غالب کی شاعری پر اظہار خیال کرتے ہوئے۔

